Al-Qawārīr - Vol: 02, Issue: 03,
April – June 2021

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

عورت کی امامت صغریٰ (عبادات میں قدیم و معاصر آرا کا مطالعہ)

The Imāmat of Women (Study of Ancient and Contemporary views in Worship)

Kashaf u Dduja *
M.Phil. Scholar, Govt. College Women University, Faisalabad.

Version of Record
Received: 27-June-20 **Accepted**: 24-Oct-20
Online/Print: 29-June-2021

ABSTRACT

Islamic society has raised the status of women that no other ancient and modern civilization has been able to do. There was no single definition of the roles played and rights held by the prior to the advent of Islam. Since Islam is a complete code of life which gives men and women equal rights and responsibilities according to their abilities and tendencies. These rights and duties are related to every sphere of life. Islam has also given women the right to be represented in religious laws like men. Prayer is a fundamental part of the religion of Islam, in which the second most important step after purity is the Imāmat of prayers. There has always been a tendency in the Muslim Ummah that the right of Imāmat has been given to a man. Nowhere has it been the case that a woman has been made an Imām, either permanently or temporarily or in an emergency situation. Since it is clear that in the time of the Holy Prophet ﷺ women used to go to the mosque and there is evidence of Imāmat of women. In recent years legality of Imāmat of woman has been a subject of hot debate in conservative and modernist religious circles. It is clear that Imāmat of woman for woman has been accepted generally, but as for the Imāmat of women for men there is a contradictive opinions either women can do Imāmat in obligatory prayers,Nawāfil, Tarawih or in congregational prayer (Salāt al-Jamā'ah). It is analytically studied about the Imāmat of women with all its reasons, possibilities, nullification, environment and rewards in the light of the opinions made by ancient and contemporary fuqahas (scholars) and Muhaddithin. Imāmat of woman is not prohibited or forbidden in Islamic Sharī'ah. She can do Imāmat where it is needed.

***Key words**: Imāmat, women, Contemporary, ancient.*

اسلامی معاشرے نے عورت کو وہ مقام و مرتبہ عطا کیا جو گزشتہ کوئی بھی قدیم اور جدید تہذیب دینے سے قاصر رہی۔اسلام نے عورت کو بچے کی پہلی درسگاہ قرار دیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاشرے کی تربیت کی اولین ذمہ داری قدرت نے عورت کے سپرد کی ہے۔ عصر حاضر میں زندگی کے تقریباً تمام شعبوں میں عورتوں کی واضح نمائندگی موجود ہے۔اسلام نے دینی قوانین میں بھی عورت کو مرد کی طرح نمائندگی کا حق فراہم کیا ہے۔ نماز دینِ اسلام کا بنیادی رکن ہے۔جس میں طہارت و پاکیزگی کے بعد دوسرا اہم مرحلہ نماز کی امامت کا ہے۔مسئلہ امامت نماز کے ممتاز اور منفرد مسائل واحکام میں سے ایک ہے۔

امام کے معنی

امام کے معنی ہیں پیشوا یا رہبر۔ لفظ امام، پیشوا یا رہبر بذات خود کوئی مقدس مفہوم نہیں رکھتے پیشوا یا رہبر سے مراد ہے،آگے آگے چلنے والا، جس کا اتباع یا پیروی کی جائے۔ چاہے وہ پیشوا ہادی، ہدایت یافتہ اور صحیح راہ پر چلنے والا ہو یا باطل اور گمراہ ہو [1]۔المنجد میں امام کے معنی یہ بیان کیے گئے ہیں:

> ”رہبر و رہنما، پیشوا، جس کی اقتداء کی جائے، نمونہ، واضح راستہ، خلیفہ،امیر لشکر، مصلح و منتظم،ایسی ڈوری جس سے معمار عمارت کی سیدھ قائم کرتے ہیں“[2]۔

قرآن نے بھی لفظ امام کو دونوں معنی میں استعمال کیا ہے۔

> وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا[3]
>
> ”ہم نے ان کو امام قرار دیا ہے جو ہمارے حکم سے ہدایت و رہبری کرتے ہیں“۔
>
> وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا[4]
>
> ”جب ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کے رب نے کئی کئی باتوں سے آزمایا اور انہوں نے سب کو پورا کر دیا تو اللہ نے فرمایا کہ میں تمہیں لوگوں کا امام بنادوں گا“۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں امام کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

> Imam is a term that has several meanings in Islamic belief and practice. Its basic meaning is 'leader of group prayer, literally the one 'in front of' the congregation, standing before the Mihrab[5].

اصطلاح میں امامت سے مراد اسلامی رہبری کا وہ عہدہ ہے جو امت کے عالم و رہبر کو دیا جاتا ہے۔اور امام اکثر مسلمانوں کی جماعت کی رہنمائی کرتے ہیں۔ایک اصطلاحی معنی میں امام ایسے شخص کو بھی کہتے ہیں جو کسی خاص فن کا ماہر ہو مثلاً: فن حدیث کے ماہر امام بخاریؒ،اور فن فقہ میں امام حنیفہؒ۔ مسلمانوں کی نماز میں جماعت کروانا عام طور پر امامت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔اسے امامت صغریٰ کہا جاتا ہے۔بنیادی طور پر امامت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) امامت کبریٰ اور (۲) امامت صغریٰ[6]۔

امامت کبریٰ یعنی حضوراقدس ﷺ کی نیابت مطلقہ کہ حضور ﷺ کی نیابت کی وجہ سے وہ امام مسلمانوں کے تمام دینی اور دنیوی امور میں شریعت کے مطابق ''تصرف عام کا اختیار رکھے اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہے''۔ [7] جیسے خلفاء راشدین، حضرت سیدنا امام حسنؓ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ وغیرہ اور حضرت امام مہدیؑ۔ امامت صغریٰ یعنی نماز کی امامت۔ اور امامتِ نماز کے یہ معنی ہیں کہ دوسروں کی نماز کا اس کی نماز سے وابستہ ہونا یعنی وہ امام اپنی نماز کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں کو بھی نماز پڑھائے۔

امامت کی شرائط

علماء نے اختلاف کیا ہے کہ امامت کا زیادہ مستحق کون ہے؟ اور امامت کی کیا شرائط ہیں؟

امام مالکؒ کہتے ہیں: سب سے بڑا قاری نہیں بلکہ سب سے بڑا فقیہ امامت کرے۔ یہی امام شافعیؒ کا مسلک ہے۔ ابو حنیفہؒ، امام ثوریؒ اور امام احمدؒ کہتے ہیں: جو سب سے اچھا قاری ہو وہ امامت کرے [8]۔ اس اختلاف کا سبب حدیث نبوی ﷺ کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

> يؤم القوم اقرؤهم لكتاب الله، فإن كانوا في القراءة سواء فاعلمهم بالسنة، فإن كانوا في السنة سواء فاقدمهم هجرة، فإن كانوا في الهجرة سواء فاكبرهم سنا، ولا يؤم الرجل في سلطانه ولا يجلس على تكرمته في بيته إلا بإذنه[9]
>
> ''لوگوں کی امامت وہ کرے جو اللہ کی کتاب (قرآن) کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہو، اگر لوگ قرآن کے علم میں برابر ہوں تو جو سب سے زیادہ سنت کا جاننے والا ہو وہ امامت کرے، اور اگر وہ سنت کے علم میں بھی برابر ہوں تو جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو وہ امامت کرے، اگر وہ ہجرت میں بھی برابر ہوں تو جو عمر میں سب سے بڑا ہو وہ امامت کرے، آدمی کے دائرہ اقتدار میں اس کی امامت نہ کی جائے اور نہ کسی آدمی کے گھر میں اس کی مخصوص جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھا جائے''۔

یہ متفق علیہ حدیث ہے مگر اس کے مفہوم میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ مگر یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ اس دور میں قاری صحابہ ناگزیر طور پر فقیہ بھی تھے یہ اس صورت سے برخلاف تھی جو آج موجود ہے۔

عورت کی امامت

مسئلہ امامت نماز کے ممتاز اور منفرد مسائل واحکام میں سے ایک ہے۔ اُمت مسلمہ میں ہمیشہ یہ تعامل رہا ہے کہ حقِ امامت مرد کو بخشا گیا ہے۔ کہیں ایسا نہیں ہوا کہ عورت کو امام بنادیا گیا ہو نہ مستقل طور پر نہ ہی عارضی یا ہنگامی صورتحال میں۔ علماوفقہا نے اس مسئلے پر بحث کی ہے اور قرآن و حدیث کی نص سے اس مسئلے کی نزاکت کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ چونکہ یہ امر تو واضح ہے کہ حضور ﷺ کے عہد میں خواتین مسجد بھی جاتی تھیں اور عورت کی امامت کے شواہد بھی ملتے ہیں۔ لیکن یہ پہلو ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھا گیا

کہ مرد و عورت میں اختلاط نہ ہو اور معاشرہ اس عمل سے بدامنی اور فحاشی کا شکار نہ ہو۔اس ضمن میں دو پہلو قابل غور ہیں: پہلا یہ کہ کیا عورتیں عورتوں کی امامت کرواسکتی ہیں؟ اور دوسرا یہ کہ عورتیں مردوں کی امامت کرسکتی ہیں؟

ائمہ اربعہ اور دیگر فقہاو علماء کی آراء

اس بارے میں بھی علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ عورتیں عورتوں کی امامت کرواسکتی ہیں۔

امام مالکؒ کے نزدیک یہ مطلقاً جائز نہیں ان کے نزدیک جماعت مردوں کی ہو یا عورتوں کی، ان کے امام کا مذکر ہونا شرط ہے۔ان کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں کی امام عورت ہونے کی روایات اوائل اسلام کی ہیں۔[10] اور نبی ﷺ کے وہ فرامین اس کے ناسخ ہیں، جن میں عورتوں کی گھر کی نماز کو افضل قرار دیا گیا ہے۔[11] امام ابو حنیفہؒ نے عورتوں کے لیے عورت کی امامت کے باکراہت جواز کے موقف کو اختیار کیا ہے۔[12] احناف کے ہاں اسی لیے خواتین کی جماعت میں عورت کی امامت کا رواج نہیں ہے۔لیکن بعض حنفی اہل علم نے حنفیہؒ کے اس باکراہت جواز پر نظرثانی کی ہے اور اسے بلاکراہت جائز قرار دیا ہے۔[13] امام شافعیؒ اسے مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں۔امام شافعیؒ کے نزدیک بھی عورتوں کے لیے امامت جائز ہے، لیکن وہ اسے نوافل کے ساتھ خاص کرتے ہیں، فرائض میں جواز کے قائل نہیں۔[14]

امام احمد بن حنبلؒ عورتوں کی امامت کے بلاکراہت فرض و نفل دونوں کے لئے جواز کے قائل ہیں۔[15] امام کاسانیؒ لکھتے ہیں "عموماً عورت امامت کی اہل ہے، یہاں تک کہ وہ امامت کرواسکتی ہے"۔[16] امام ابو ثورؒ اور امام طبریؒ بھی اسے جائز قرار دیتے۔امام شوکانیؒ نے لکھا ہے کہ "عورتوں کی امامت عورتوں کے لیے صحیح ہے"۔[17]

عورت کی امامت کی دلیل: حدیث ام ورقہ

عورت کی امامت کے قائلین فقہاء اور علما دلیل میں ام ورقہؓ سے مروی حدیث پیش کرتے ہیں۔کیونکہ حدیث کے الفاظ میں ہے کہ آپ نے ام ورقہؓ کو امامت کی اجازت دی تھی۔ام ورقہ بنت عبداللہؓ قبیلہ انصار کی ایک صحابیہ ہیں۔اس بارے میں خورشید عالم اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

> "ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث بن نوفل الانصاریؓ رسول کی صحابیہ تھیں۔اس زمانے میں صراحت کے ساتھ اگر کسی عورت کے بارے میں حافظہ ہونے کا ذکر ملتا ہے تو انھی کے متعلق ملتا ہے۔ان کی قرات اتنی اچھی تھی کہ حضرت عمرؓ رات کو ذوق و شوق سے سنا کرتے تھے۔غالبا وہ اونچی آواز میں قرات کرتی ہوں گی۔ایک رات حضرت عمرؓ نے جب ان کی قرات کو نہ سنا تو ان کے بارے میں فکر لاحق ہوئی۔نبی کریم ﷺ کی نظر میں ان کا مرتبہ یہ تھا کہ آپ نے ان کو شہیدہ ہونے کی بشارت دی تھی۔اور صحابہ کرامؓ سے کہتے : "چلو چل کر شہیدہ سے ملاقات کریں"۔یقینا آنحضرت ﷺ نے ام ورقہؓ کے حفظ قرآن اور حسن قرات کی وجہ سے انہیں امامت کرنے کا حکم دیا کہ وہ اپنے علاقے

کی بہترین قاری ہوں گی۔ کیونکہ امامت کی شرائط میں مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہیں۔ اسی معیار کے مطابق ام ورقہؓ اپنے محلے کی حق دار ٹھہریں"۔[18]

حدیث اُمِ ورقہؓ کے الفاظ یوں ہیں:

عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَوْفَلٍ الْأَنْصَارِيَّةِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا غَزَا بَدْرًا، قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لِي فِي الْغَزْوِ مَعَكَ أُمَرِّضُ مَرْضَاكُمْ، لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنِي شَهَادَةً، قَالَ:" قَرِّي فِي بَيْتِكِ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَرْزُقُكِ الشَّهَادَةَ، قَالَ: فَكَانَتْ تُسَمَّى الشَّهِيدَةُ، قَالَ: وَكَانَتْ قَدْ قَرَأَتِ الْقُرْآنَ، فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَتَّخِذَ فِي دَارِهَا مُؤَذِّنًا، فَأَذِنَ لَهَا"، قَالَ: وَكَانَتْ قَدْ دَبَّرَتْ غُلَامًا لَهَا وَجَارِيَةً، فَقَامَا إِلَيْهَا بِاللَّيْلِ فَغَمَّاهَا بِقَطِيفَةٍ لَهَا حَتَّى مَاتَتْ وَذَهَبَا، فَأَصْبَحَ عُمَرُ فَقَامَ فِي النَّاسِ، فَقَالَ: مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْ هَذَيْنِ عِلْمٌ أَوْ مَنْ رَآهُمَا فَلْيَجِئْ بِهِمَا، فَأَمَرَ بِهِمَا فَصُلِبَا فَكَانَا أَوَّلَ مَصْلُوبٍ بِالْمَدِينَةِ۔[19]

"ام ورقہ بنت عبداللہ بن نوفل انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ بدر میں جانے لگے تو میں نے آپ سے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! اپنے ساتھ مجھے بھی جہاد میں چلنے کی اجازت دیجئیے، میں آپ کے بیماروں کی خدمت کروں گی، شاید اللہ تعالی مجھے بھی شہادت نصیب فرمائے، آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو، اللہ تمہیں شہادت نصیب کرے گا"۔ راوی کہتے ہیں: چنانچہ انہیں شہیدہ کہا جاتا تھا، وہ کہتے ہیں: ام ورقہؓ نے قرآن پڑھ رکھا تھا، رسول ﷺ سے اپنے گھر میں مؤذن مقرر کرنے کی اجازت چاہی، تو آپ نے انہیں اس کی اجازت دی، اپنے ایک غلام اور ایک لونڈی کو اپنے مر جانے کے بعد آزاد کر دینے کی وصیت کر دی تھی، چنانچہ وہ دونوں (یعنی غلام اور لونڈی) رات کو ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور انہی کی ایک چادر سے ان کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مر گئیں اور وہ دونوں بھاگ نکلے، صبح ہوئی تو عمرؓ لوگوں میں کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ ان دونوں کے متعلق جس کو بھی کچھ معلوم ہو، یا جس نے بھی ان دونوں کو دیکھا ہو وہ انہیں پکڑ کر لائے، (چنانچہ وہ پکڑ کر لائے گئے) تو آپ نے ان دونوں کے متعلق حکم دیا تو انہیں سولی دے دی گئی، یہی دونوں تھے جنہیں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے سولی دی گئی"۔

اسی ضمن میں ایک اور حدیث میں ام ورقہؓ کے موذن کا تذکرہ ملتا ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزورها في بيتها، وجعل لها مؤذنا يؤذن لها وامرها ان تؤم اهل دارها، قال عبد الرحمن: فانا رايت مؤذنها شيخا كبيرا[20]

"رسول اللہ ﷺ ام ورقہؓ سے ملنے ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے، آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک مؤذن مقرر کر دیا تھا، جو اذان دیتا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ اپنے گھر والوں کی امامت کریں۔ عبدالرحمنؒ کہتے ہیں: "میں نے ان کے مؤذن کو دیکھا، وہ بہت بوڑھے تھے"۔

جمہوراہل علم عورت کی دیگر خواتین کے لیےامامت کے قائل ہیں،ان کے پیش نظر حدیث حضرت ام ورقہؓ کے علاوہ حضرت عائشہؓاور حضرت ام سلمہؓ کے آثار ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

عن ريطه الحنفيةقالت أمتنا عائشة فقامت بنهن فى الصلواة المكتوبة [21]

ریطہ حنفیہؒ روایت کرتی ہیں کہ "حضرت عائشہؓ نے ہماری امامت کروائی وہ فرض نماز میں خواتین کے درمیان کھڑی ہوئیں۔"

عن حجيرةقالت:أمتناامسلمةفي الصلاةالعصرقامت بيننا [22]

حجیرۃ سے مروی ہے کہ "حضرت ام سلمہؓ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں"۔علاوہ ازیں ابن عباسؓاورابن عمرؓ بھی عورتوں کے لیے امامت کے قائل ہیں۔

عن ابن عباس قال:تؤم المرأة النساءتقوم فى وسطهن[23]

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "عورت عورتوں کی امامت کرواسکتی ہے لیکن وہ عورتوں کے درمیان کھڑی ہوگی"۔

أنها امت النساءفي صلوةالمغرب فقامت وسطهن وجهرت بالقراءة[24]

"حضرت عائشہؓ نے مغرب کی نماز میں عورتوں کی امامت کروائی، پس عورتوں کے درمیان کھڑی ہوئیں اور بلند آواز سے قرات کروائی۔"

معمر راشد بیان کرتے ہیں:

تؤم المرأة النساء فى رمضان وتقوم معهن فى الصف[25]

"عورت عورتوں کو رمضان میں نماز پڑھائےاور وہ ان کے ساتھ صف میں کھڑی ہو۔"

ان دلائل وبراہین کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک عورت کی عورتوں کے لیےامامت جائز ہے۔امام مالک کے علاوہ تقریبا تمام فقہا عورت کو عورت کی امامت کے قائل ہیں۔کچھ علماء اسے نوافل تک محدود کرتے ہیں اور فرائض میں امامت کے قائل نہیں۔حلانکہ غور کیا جائے تو نوافل میں امامت کی کیا ضرورت؟اگرامامت ضروری ہے تو وہ فرائض میں ہونی چاہیے۔امامت کی دلیل عہد نبویﷺ کی صحابیہ ام ورقہؓ کے زریعے ملتی ہے۔آپ ان کے ہاں اکثر تشریف لے جاتے اور اس دور میں اگر صراحت کے ساتھ قرآن حفظ کرنے کا ذکر ملتا ہے تو وہ صرف انہی کے متعلق ہے۔ عورت کی امامت کے لیے اہلیت کا ذکر کیا جائے تو اسکی وہی اہلیت ہوگی جو مرد امام کے لیے ہے یعنی دیگر خواتین میں سب سے بہتر قاریہ حفظ وقرات میں افضل، صاحب علم،اور تقویٰ اور عمر کا لحاظ دیکھا جائے گا۔ صحابیات کی امامت کے آثار ودلائل سے چند نتائج سامنے آتے ہیں جن میں عورتوں کی امامت کی کچھ شرائط طے کی جاسکتی ہیں۔

۱) عورت اگر عورتوں کی امامت کرے تو وہ (امامہ) مقتدی خواتین کی پہلی صف میں ان کے درمیان کھڑی ہوگی۔

۲) عورت کی امامت شرعی حجاب کے تقاضوں کے مطابق ہو۔

۳) عورت جہری نماز[26] میں بھی امامت کرواسکتی ہے (کیونکہ ام سلمہؓ نے عورتوں کو عصر کی نماز پڑھائی) اوران میں جہری قرات کرے گی۔

۴) عورت نوافل اور فرائض دونوں میں امامت کی حقدار ہے۔

عورت کا مردوں کی امامت کروانا:

حدیث ام ورقہؓ میں مطلق امامت کا ذکر ہے۔اس میں عورت اور مرد کی کوئی قید نہیں ہے۔بلکہ حدیث کے الفاظ میں 'اھل دار' کا ذکر ہے۔'دار' عربی زبان کا لفظ ہے جو معنوی لحاظ سے وسیع ہے۔اس کے مختلف معنی بیان کیے جاتے ہیں مثلا گھر، مکان، رہنے کی جگہ، قبیلہ، محلّہ[27] وغیرہ۔قرآن مجید میں 'دار' کو گھر کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔قرآن مجید میں یہ گھر کے لیے استعمال ہوا ہے:

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ[28]

ان کے لئے ان کے رب کے ہاں سلامتی کا گھر ہے اوران کے نیک اعمال کرنے کی وجہ سے وہ ان کا دوست اور کارساز ہے۔

المفردات میں امام راغب اصفہانی بیان کرتے ہیں:

المنزل اعتبارا بدورانها الذي لها بالحائط، وجمعها ديار، ثم تسمّى البلدة دارا، والصّقع[29]

'دار' منزل، مکان کو کہتے ہیں کیونکہ وہ چار دیواری سے گھرا ہوتا ہے۔اس کی جمع دِیارٗ ہے۔پھر دار کا لفظ شہر، علاقہ بلکہ سارے جہاں پر بولا جاتا ہے۔

فقہا کے ہاں اس حدیث کی فہم میں اختلاف کا سبب لفظ 'دار' ہے۔کیونکہ عربی زبان میں لفظ دار اور بیت دونوں ہی گھر کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔جو فقہاء عورت کی امامت کو عورتوں پر مقید کرتے ہیں وہ یقینا دار کے معنی میں گھر والوں کو مراد لیتے ہیں۔اور جن فقہاء کے نزدیک عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ مردوں کی امامت کروائے وہ دار کے معنی محلّہ یا قبیلہ لیتے ہیں۔لہٰذا اس بنا پر ام ورقہؓ نے مردوں (جن میں غالب گمان ان کے غلام کا ہے) کی امامت بھی کروائی۔ چونکہ آپ ﷺ نے ام ورقہؓ کے لیے موذن مقرر کیا تھا جو ان کے گھر اذان دیتے تھے۔روایت کے مطابق موذن بوڑھا آدمی تھا گویا کسی جوان کو موذن مقرر نہیں کیا۔ لیکن موذن کے ان (ام ورقہؓ) کی امامت میں نماز ادا کرنے کے دلائل نہیں ملتے۔احتمال ہے کہ وہ اذان دے کر مسجد میں جا کر نماز ادا کرتے ہوں۔

معاصر علماء کی آراء

عہد حاضر میں مشہور حنفی فقیہ ڈاکٹر وھبہ زحیلی عورت کی امامت کو بلا کراہت جائز قرار دیتے ہیں۔[30]

اسی طرح فقہ حنفی کے بریلوی مکتب فکر کے معروف فقہی نامے 'فقہ اسلامی' میں مفتی محمد رفیق الحسنی نے عورت کی عورتوں کے لیے امامت کے جواز کا موقف اپنانے کی ترغیب دی ہے۔[31]

دور حاضر کے مشہور محقق ڈاکٹر حمید اللہ سے سوال کیا گیا کہ کیا عورت صرف عورتوں کی امامت کر سکتی ہے؟ان کا جواب ''خطبات بہاول پور'' میں یوں ہے:

> ''میں اس بات کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں کہ انھیں صرف عورتوں کے لیے امام بنایا گیا تھا۔ حدیث میں اہل خاندان کے الفاظ ہیں، اہل کے معنی صرف عورتوں کے نہیں ہوتے۔ پھر اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ ان کا ایک مؤذن تھا، جو ایک مرد تھا اور مزید تفصیلات بھی ملتی ہیں کہ ان کے غلام بھی تھے، ظاہر ہے کہ غلام ان کی امامت میں نماز پڑھتے ہوں گے۔ غرض یہ کہ امامت صرف عورتوں کے لیے نہیں تھی، بلکہ مردوں کے لیے بھی تھی۔''[32]

۲۰۰۵ میں ایسے ہی ایک مثال امریکا میں پیش آئی جہاں عورت کی امامت کو مساوانہ رویے کا نام دیا گیا۔ ''ورجینیا کامن ویلتھ یونیورسٹی'' میں شعبۂ فلسفہ اور مذاہب میں اسلامیات کی پروفیسر، افریقہ نژاد، محترمہ ڈاکٹر امینہ ودود نے اعلان کیا تھا، کہ وہ نمازِ جمعہ میں مردوں اور عورتوں کی امامت کریں گی۔ کئی مسلم تنظیموں نے محترمہ کے اس اعلان پر صدائے احتجاج بلند کی، اور کئی مسلم اسکالروں نے ان کو اس حرکت سے باز رکھنا چاہا، مگر اس احتجاج و اضطراب سے محترمہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگی اور وہ ٹس سے مس نہیں ہوئیں، بالآخر ۱۸/مارچ ۲۰۰۵/ کو نیویارک کے ایک گرجا گھر میں نمازِ جمعہ کی امامت کی۔ موصولہ اطلاعات کے مطابق چالیس مرد، ساٹھ خواتین اور کچھ بچوں نے ان کی امامت میں جمعہ کی نماز ادا کی۔''[33] انھوں نے یہ اقدام بقولِ خود اسلئے اٹھایا ہے، تاکہ خواتین اور مردوں میں مساوات قائم ہو۔ اس واقعے کے پیش نظر مصر کے معروف سکالر یوسف القرادوی لکھتے ہیں:

> "Throughout Muslim history it has never been heard of a woman leading the Friday Prayer or delivering the Friday sermon, even during the era when a woman, Shagarat Ad-Durr, was ruling the Muslims in Egypt during the Mamluk period."[34]
>
> مسلمانوں کی گزشتہ تاریخ میں کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا جب کسی عورت نے نماز جمعہ ادا کروائی ہو اور جمعہ کا خطبہ دیا ہو۔ حتیٰ کہ اس دوران بھی نہیں جب مصر میں شجر الدر[35] مملوک دور میں مسلمانوں پر حکومت کر رہی تھیں۔

علامہ محمد یوسف فرماتے ہیں:

> فرض نماز ہو یا نفل، عورت، مردوں کے لیے امام نہیں بن سکتی یعنی عورت کی اقتدا میں مرد کی نماز ہی نہیں ہو گی، اور اسی طرح عورت کا عورتوں کے لیے امام بننا بھی مکروہ تحریمی ہے؛ اس لیے خواتین تنہا اپنی نماز ادا کریں، جماعت کا اہتمام نہ کریں۔[36]

عورت کی امامت بطور مصلحت

وہ فقہا جو اس بات کے قائل ہیں کہ عورت مردوں کی امامت کر سکتی ہے، انھوں نے حضرت ام ورقہؓ کی حدیث سے دو طرح استدلال کیا ہے۔ کچھ فقہا کا خیال ہے کہ عورت ضرورت کے تحت مردوں کی امامت کر سکتی ہے۔

امام ابن تیمیہ "فتاویٰ" میں فرماتے ہیں کہ "امام احمد بن حنبل کا مشہور قول ہے کہ انھوں نے بوقت ضرورت عورتوں کو مردوں کی امامت کی اجازت دی ہے"[37]، مثلاً اگر قاری عورت کے علاوہ اور کوئی قاری نہ ہو تو وہ مردوں کو نماز تراویح پڑھا سکتی ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ نے بھی اس رائے کی تائید کی ہے۔ وہ "خطبات بہاول پور" میں کہتے ہیں :

> "بعض اوقات عام قاعدے میں استثنا کی ضرورت پیش آتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے استثنائی ضرورتوں کے لیے یہ تقرر فرمایا تھا"۔ چنانچہ "میں اپنے ذاتی تجربے کی ایک چیز بیان کرتا ہوں۔ پیرس میں چند سال پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک افغان لڑکی طالب علم کے طور پر آئی۔ ہالینڈ کا ایک طالب علم جو اس کا ہم جماعت تھا اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنا دین بدل کر اسلام قبول کر لیا۔ ان دونوں کا نکاح ہوا۔ اگلے دن وہ لڑکی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ بھائی صاحب میرا شوہر مسلمان ہو گیا ہے اور وہ اسلام پر عمل بھی کرنا چاہتا ہے، لیکن اسے نماز نہیں آتی اور اسے اصرار ہے کہ میں خود امام بن کر نماز پڑھاؤں۔ کیا وہ میری اقتدا میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ میں نے اسے جواب دیا کہ اگر آپ کسی عام مولوی صاحب سے پوچھیں گے تو وہ کہے گا کہ جائز نہیں، لیکن میرے ذہن میں رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل کا ایک واقعہ حضرت ام ورقہؓ کا ہے۔ اس لیے استثنائی طور پر تم امام بن کر نماز پڑھاؤ۔ تمہارے شوہر کو چاہیے کہ وہ مقتدی بن کر تمھارے پیچھے نماز پڑھے اور جلد از جلد قرآن کی ان سورتوں کو یاد کرے جو نماز میں کام آتی ہیں۔ کم از کم تین سورتیں یاد کرے۔ پھر اس کے بعد وہ تمھارا امام بنے اور تم اس کے پیچھے نماز پڑھو۔"[38]

یہ ڈاکٹر صاحب کی رائے ہے، مگر ابو سعید خدریؓ کی روایت کے مطابق "اس کا خاوند اس وقت تک امامت کا حق دار نہیں ہو گا جب تک وہ اپنی بیوی سے بہتر قرات نہ کرنے لگے"۔

قدیم و معاصر علماء کی آراء کا مختصر جائزہ

علماء و فقہا کی آراء سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت خواتین کی امامت کروا سکتی ہے۔ لیکن شرط یہ مقرر ہو گی کہ وہ (امامہ) مقتدی خواتین کی پہلی صف کے درمیان ہی کھڑی ہو گی۔ اور خواتین کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ وہ فرائض اور نوافل دونوں میں امامت کر سکتی ہیں۔ اس کے برعکس کہ عورت کو صرف نوافل کی حد تک اجازت دی جائے، حدیث ام ورقہؓ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے ان کے لیے موذن مقرر کیا تھا، ظاہر ہے موذن فرض نماز کی اذان ہی دیتا ہے نفل کے لیے نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ام ورقہؓ فرض نماز میں عورتوں کی امامت کرواتی تھیں۔

عورت اپنی ہم جنسوں کی قیادت بھی کر سکتی ہے۔ اس کی دلیل حضرت اسماءؓ کے اس عمل سے لی جا سکتی ہے، جس میں وہ عورتوں کی نمائندہ بن کر نبی کریم ﷺ کے پاس مسجد نبوی میں خواتین سمیت گئیں اور خواتین کی طرف سے تقریر کی۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: جاؤ اور ان عورتوں کو بتا دو[39]۔ ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ ازواج مطہرات کے دو گروہ تھے، ایک گروہ کی قیادت حضرت عائشہؓ فرماتیں اور دوسرے گروہ کی قیادت حضرت ام سلمہؓ فرماتیں۔

ان نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم كن حزبين، فحزب فيه: عائشة، وحفصة، وصفية، وسودة، والحزب الآخر: ام سلمة، وسائر نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم[40]

نبی کریم ﷺ کی ازواج دو گروہ میں تھیں۔ایک میں عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ رضوان اللہ علیہن اور دوسری میں ام سلمہؓ اور بقیہ تمام ازواج مطہراتؓ تھیں۔

معاصر علماء بھی عورت کے لیے خواتین کی امامت کو جائز سمجھتے ہیں۔بہر حال جمہور علماء کے نزدیک عورتوں کی امامت عورت کرواسکتی ہے۔اور جہاں تک معاملہ ہے عورت کا مردوں کے لیےامام بننا تو یہ باتفاق ائمہ اربعہ ناجائز ہے۔اس ضمن میں چند غور طلب پہلو سامنے آتے ہیں جو یہ ہیں:

- حدیث ام ورقہؓ سے واضح ہوتا ہے کہ ام ورقہؓ کو آپ ﷺ نے امامت کی اجازت غزوہ بدر کے موقع پر دی جو ۲ھ جو پیش آیا۔اس وقت تک پردے کے احکامات نازل نہیں ہوئے تھے۔ مشہور قول یہی ہے کہ پردے کے احکامات ۴ھ میں نازل ہوئے۔
- اگر عورت کا مردوں کی امامت کرنا جائز ہوتا، توکم از کم ایک آدھ مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے بیانِ جواز کے طور پر ثابت ہونا چاہیے تھا، حالانکہ ایسا نہیں ہے نیز حضرات صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں بھی کسی نے اس پر عمل نہیں کیا۔اگر رسول اللہ ﷺ سے اس طرح کی بات ثابت ہوتی، تو صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں کوئی تواس پر عامل پایا جاتا۔اس کے بالمقابل حسبِ ذیل روایات سے معلوم ہوتا ہے، کہ عورت، مردوں کی امامت نہیں کرسکتی یا عورت کو مردوں کی امامت نہیں کرنا چاہئے:

عبد الله، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال:" صلاة المراة في بيتها افضل من صلاتها في حجرتها، وصلاتها في مخدعها افضل من صلاتها في بيتها[41]

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عورت کا صحن کمرہ میں نماز پڑھنے سے کمرہ کے اندر نماز پڑھنا بہتر ہے،اور بڑے کمرہ میں نماز پڑھنے سے کوٹھری میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔"

اس روایت سے مستفاد ہوتا ہے کہ عورتوں کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ گھر میں نماز ادا کریں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے:

لو ادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما احدث النساء لمنعهن كما منعت نساء بني إسرائيل"، قلت: لعمرة او منعن؟ قالت: نعم[42]

> ''اگر نبی ﷺ کے سامنے یہ صورت حال ہوتی، جواب عورتوں نے نئ پیدا کی ہے، تو آپ ﷺ ان کو ضرور مسجد میں آنے سے روک دیتے، جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا۔ میں نے پوچھا کہ کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا؟ (آپؓ نے) فرمایا کہ ''ہاں۔''

ان مباحث سے یہ حاصل مقصود ہے کہ ہمارے ہاں عورت کو مسجد جانے کی اجازت پر سب علماء کا اتفاق ہے کیونکہ عہد نبوی ﷺ میں بھی خواتین مسجد میں جایا کرتی تھیں اور آپ ﷺ نے کبھی اس سے منع نہیں فرمایا۔ عورت عورتوں کی امامت کرواسکتی ہے اس میں امام مالکؒ کے سوائے تمام علماء کا اتفاق ہے۔ چونکہ عہدِ حاضر کا معاشرہ بدفعالیوں کا شکار ہو چکا ہے اسلیے عورت کی عورتوں کے لیے امامت کی احسن صورت یہی ہے کہ وہ اپنے گھر والوں جن میں دوسری خواتین اور بچے شامل ہوں ان کی امامت کروائے۔ جن میں فرائض و نوافل شامل ہیں۔ عورتوں کے مردوں کی امامت پر اختلافات موجود ہیں اور زیادہ قوی دلائل یہی ہیں کہ عورت مرد کی امامت نہیں کروائے گی۔ لیکن کچھ علماء بطور ضرورت یعنی استثنائی صورت میں عورت کو مرد کا امام بننے کی اجازت دیتے ہیں۔ مرد وزن کا اختلاط بلاضرورت شرعی جائز نہیں اور ضرورت شرعی میں بھی اسے حتی الامکان کم کرنے کی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہیں۔

حواشی، حوالہ جات

---

[1] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج۳، ص ۲۴۰

[2] المنجد، حرف ام، ص ۳۵

[3] الانبیا: ۷۳

[4] البقرہ: ۱۲۴

[5] Jaun E. Campo, Encyclopedia of Islam, Imam, p:347

[6] عابدین، محمد امین، ردالمختار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، ج۱، ص ۷۵

[7] ایضاً ص ۷۶

[8] ابن رشد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، (مترجم: عبیداللہ)، ج۱، ص ۲۱۴

[9] ترمذی، ابو عیسیٰ، جامع ترمذی، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث: ۲۳۵

[10] ابن رشد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، (مترجم: عبیداللہ)، ج۱، ص ۱۸۴

[11] ایضاً

[12] سہارنپوری، خلیل احمد، بذل المجہود فی حل سنن ابی داود، ج۳، ص ۴۷۱

[13] ایضاً، ص ۴۷۲

[14] شافعی، محمد بن ادریس، موسوعہ الام، ج۱، ص ۲۷۷

[15] محمد الزحیلی، المعتمد فی الفقہ الشافعی، ج ۱، ص ۱۸۲

[16] ابو بکر علاء الدین، علامہ، البدائع والصنائع، ص ۵۱۵

[17] شوکانی، محمد بن علی، امام، نیل الاوطار، ج ۱، ص ۲۲۵

[18] خورشید عالم، پروفیسر، عورت کی امامت، ماہنامہ اشراق، شمارہ: مئی ۲۰۰۵، ص ۳۹

[19] ابوداؤد، سلیمان بن عشاء، سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث: ۵۹۱، مسند احمد، ۶\۴۰۵

[20] سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث: ۵۹۲

[21] عبدالرزاق، مصنف، رقم الحدیث: ۵۱۴۰، ج ۳، ص ۹۳

[22] ایضاً، رقم الحدیث: ۵۱۳۲

[23] ابی شیبہ، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: ۴۹۵۵، ج ۲، ص ۸۹

[24] ابن حزم، ابو محمد علی، المحلی بالآثار، ج ۴، ص ۲۱۹

[25] عبدالرزاق، مصنف، رقم الحدیث: ۵۱۳۷، ج ۳، ص ۹۳

[26] مغرب عشاء اور فجر جہری ہیں جن میں جہرا (علانیہ) قراءت پڑھنا مراد ہے۔ ظہر اور عصر سری امام کا قراءت کو سرا (آہستہ) پڑھنا۔

[27] محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، ص ۵۰۳

[28] الانعام: ۱۲۷

[29] اصفہانی، الراغب، المفردات الفاظ القرآن، مادہ 'دار'، ص ۳۲۱

[30] الموسوعہ الفقھیہ، ج ۲، ص ۱۲۶۳

[31] رفیق الحسنی، مفتی، فقہ اسلامی، شمارہ: اکتوبر ۲۰۰۳

[32] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ص ۳۴۳

[33] Women lead Muslim Prayer service in New York نیویارک ٹائمز، مارچ ۱۹، ۲۰۰۵

[34] Al-Qaradawi, Yusuf. "Women Acting as Imams in Prayer". Islam Online

[35] شجر الدر کا شمار اسلامی تاریخ کی اہم خواتین میں ہوتا ہے۔ ایوبی سلطنت جب زوال کا شکار ہو رہی تھی تب انہوں نے اپنی ذہانت سے مسیحی لشکر کا راستہ روکا۔

[36] علامہ محمد یوسف، دارالافتاء، جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن

[37] ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، ج ۲۳، ص ۲۴۸

[38] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ص ۳۴۴

[39]ابن عبد البر، الاستعیاب فی معرفتہ الاصحاب، ج ۴، ص ۷۸۴

[40]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الْهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا، رقم الحدیث: ۲۵۸۱

[41]ابوداؤد، سلیمان بن عشاء، سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث: ۵۷۰

[42]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، أَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ، رقم الحدیث: ۸۶۹

کتابیات

۱)الراغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، دار القلم، دمشق، ۱۴۱۲

۲)ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، مجمع الملک فہد، مدینہ، س ن

۳)ابن عبد البر، الاستعیاب فی معرفتہ الاصحاب، دار الجیل، بیروت، ۱۴۱۲

۴)ابو محمد علی ابن حزم، المحلی بالآثار، دار لفکر، بیروت، س ن

۵)ابو بکر علاؤالدین، البدائع والصنائع، (مترجم: ڈاکٹر محمود الحسن عارف)، دیال سنگھ لائبریری، لاہور، ۱۹۹۳۵

۶)اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مطبوعہ دانش گاہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۶۵

۷)ابوداؤد سلیمان بن عشاء، سنن ابوداؤد، دار طوق النجاتہ، ۱۴۲۲ھ

۸)ابو عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی، دار السلام: ریاض، ۱۹۸۸

۸)الموسوعہ الفقھیہ، وزارۃ الاوقاف والشئون الِاسلامیۃ، الکویت، ۱۴۰۴

۹)ڈاکٹر حمید اللہ، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۲۰۰۷

۱۰) خلیل احمد سہارنپوری، بذل المجھود فی حل سنن ابی داود، الدراسات الِاسلامیۃ، الھند، ۱۴۲۳

۱۱)خورشید عالم، پروفیسر، عورت کی امامت، ماہنامہ اشراق، مئی ۲۰۰۵

۱۲)علامہ محمد یوسف، دار الافتاء، جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

۱۳)عبد الرزاق بن ہمام، المصنف، دار التصیل، ۱۴۳۶

۱۴)عبد اللہ بن ابی شیبہ، مصنف بن ابی شیبہ، مکتبہ الرشد، الریاض، ۱۴۲۷

۱۵)محمد بن عمر عابدین، ردالمختار علی الدار لمختار، دار لکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳

۱۶)محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، دار القلم، بیروت ۱۳۹۳

۱۷)محمد الزحیلی، المعتمد فی الفقہ الشافعی، دار القلم، دمشق، ۱۴۳۲

۱۸)محمد بن احمد بن رُشد، بدایتہ المجتہد ونہایتہ المقتصد، مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ، ۱۴۱۵

۱۹)محمد بن ادریس شافعی، موسوعتہ الام، المکتبہ الوقفیہ، قاہرہ

۲۰)محمد بن علی شوکانی، نیل الاوطار، دار الحدیث، مصر، ۱۴۱۳

۲۱)محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۶

۲۲)مفتی رفیق الحسنی، فقہ اسلامی، ۲۰۰۳

Encyclopedia of Islam,USA,1950

Women lead Muslim Prayer service in New York, New York times

Al-Qaradawi, Yusuf. "Women Acting as Imams in Prayer”. Islam Online